شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

www.KitaboSunnat.com

رمضان المبارک

مقصد ـــــــ خصوصیت ـــــــ نتائج و ثمرات

مولانا عبدالغفار حسن

استاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلشنگ ہاؤس

شیش محل روڈ ـــــــ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن

رمضان المبارک

مقصد — خصوصیت — نتائج وثمرات

مولانا عبدالغفار حسن
اُستاذ الحدیث مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب

www.KitaboSunnat.com

اسلامک پبلشنگ ہاؤس
شیش محل روڈ — لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2523

قیمت فی سینکڑہ ۲۰۰ روپے
قیمت فی نسخہ ۲.۵۰ "

۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 07753

پرنٹرز

رشید احمد چودھری، مکتبہ جدید پریس لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

تقدیم	۳
مقصدِ ماہِ رمضان	۵
رمضان کی خصوصیات	۸
روزے اور ان کے ثمرات	〃
قیام اللیل	۱۱
قرآن کا دَور	۱۳
انفاق فی سبیل اللہ	۱۴
اجتماعیت	〃
لیلۃ القدر	۱۵
اعتکاف	〃
دُعا	۱۶
دُعا کی فضیلت واہمیت	〃
روحِ دُعا	۱۷
دُعا کے آداب وشرائط	۱۸
قبولیتِ دُعا کی شرائط	〃
دُعا کے باطنی اور ظاہری آداب	۲۱
اوقاتِ دعا	۲۳
مستجاب الدعوات افراد	۳۵
دُعا کے ثمرات	۳۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

رمضان المبارک کا مہینہ دینی ترقی و تربیت کے اعتبار سے بہار کا موسم ہوتا ہے مگر اس مہینہ میں عام طور پر صوم وصلوٰۃ تلاوتِ قرآن، قیام اللیل، اعتکاف اور انفاق فی سبیل اللہ جیسی عبادات کا اہتمام روٹین کی عبادات کے طور پر کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مسلم معاشرہ پر اس ماہِ مبارک کے کوئی خوشگوار اثرات مترتب نہیں ہو پاتے۔ حالانکہ اگر انہی امورِ دین کو کامل شعور، جذبۂ اخلاص اور سنتِ رسول ؐ کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک مہینہ ہی آدمی کی زندگی میں انقلاب لانے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ شعوری طور پر کی جانے والی ان عبادات کے نتیجے میں اس کا ذہن و فکر بدلتا ہے اخلاق و اعمال بدل لیتے ہیں اور پسند و ناپسند کے رجحانات بدل جاتے ہیں اور فی الجملہ پوری زندگی میں اسلامی رنگ نمایاں ہوتا جاتا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ کی اشاعت سے ہمارے پیشِ نظر کام یہ ہے کہ مسلم معاشرہ کا ایک ایک فرد اپنی زندگی میں اسلامی نقطۂ نظر سے مطلوب تبدیلی لانے کی مخلصانہ کوشش کرے اور اس ضمن میں رمضان المبارک جو خصوصی کردار ادا کر سکتا ہے اس سے ہر شخص کماحقہٗ اثر پذیر ہو۔ اس غرض کے لیے ہر شخص کو رمضان المبارک کے مقصد، اس کی خصوصیات اور ان کے نتائج و ثمرات سے آگاہ کرنا اشد ضروری ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اس ضرورت کو یہ کتابچہ ان شاءاللہ حسن و خوبی کے ساتھ پورا کرے گا۔

مولانا عبدالغفار حسن صاحب جو پختہ فکر عالمِ دین ہیں اور کتاب و سنّت پر گہری نظر رکھتے ہیں، نے اس صغیر الحجم مگر نہایت وقیع کتابچہ میں احادیث صحیحہ کی روشنی میں وہ تمام اغراض و مقاصد اور فوائد و ثمرات رمضان بیان فرما دیے ہیں جن کا انسانی سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل میں بہت نمایاں حصّہ ہے فجزاہ اللہ احسن الجزا۔ راقم الحروف نے اس کتابچہ کو ایڈٹ کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ چند ایک مقامات پر حواشی میں ان کوتاہیوں اور بے اعتدالیوں کی بھی نشاندہی کر دی ہے جو عموماً رمضان المبارک کے باب میں روا رکھی جاتی ہیں۔

مولانا موصوف کا یہ فاضلانہ مضمون اس سے قبل بعض رسائل میں شائع ہو چکا ہے اور علیحدہ کتابچہ کی صورت میں بھی منصۂ شہود پر آ چکا ہے۔ اب نئے اندازِ کتابت و طباعت کے ساتھ اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ادارہ کے اشاعتی پروگرام میں فوری طور پر اس کتابچہ کو داخل کرنے کا محرک محترم ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ صاحب کی ذات بنی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے جذبۂ خیر و صلاح کو اور ترقی دے۔ آمین۔

لاہور: ۱۶ شعبان ۱۳۹۸ھ

منیر احمد

ڈائریکٹر اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقصدِ ماہِ رمضان

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا میں دو قسم کے افکار و خیالات پھیلے ہوئے تھے۔ اور انسانی آبادی افراط و تفریط کی دو انتہاؤں میں بٹی ہوئی تھی۔

ا۔ ایک خیال یہ تھا۔ مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ[1] بس جو کچھ ہے یہی دنیاوی زندگی ہے۔ موت و حیات کا چکر اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ ہمیں گردشِ زمانہ ہی ہلاک کرتی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی اور حشر و نشر کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

اس قسم کے خیالات میں مست رہنے والے افراد کے پیشِ نظر عیش پرستی شکم پروری اور ہوس رانی کے سوا زندگی کا کوئی اور مقصود ہی نہ تھا۔

ان لوگوں کے نزدیک نہ کسی اخلاقی ضابطے کی پابندی ضروری تھی۔ اور نہ حلال و حرام میں کوئی امتیاز برتا جاتا تھا۔ اس قسم کے معاشرے کی حالت کا نقشہ قرآن پاک نے ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

يَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ[2] یعنی یہ لوگ (روحانی اور اخلاقی قدروں اور تقاضوں سے بے پروا ہو کر) کھانے پینے ہی کو زندگی کا اصل مقصد سمجھتے ہیں۔ ان کا حال مویشیوں اور چوپاؤں سے مختلف نہیں ہے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

اس قسم کی سوسائٹی میں نہ صرف یہ کہ روحانی اور اخلاقی قدروں سے بے نیازی برتی جاتی ہے بلکہ ان کو پامال کرنے اور نئی نسل کو ان سے متنفر اور باغی بنانے کے لیے ساری صلاحیتیں اور توانائیاں بھی صرف کر دی جاتی ہیں۔

رقص و سرود (ناچ گانے) اور دوسری مخرب الاخلاق تفریحات اور تماشوں کے ذریعے پوری آبادی کو اپنے خالق و مالک سے بیگانہ اور عیش و عشرت کا رسیا بنا دیا جاتا ہے۔

---

[1] سورۃ الجاثیہ: ۲۴ [2] سورۃ محمد: ۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عیش پسند معاشرہ اپنی کج روی اور فاسقانہ، باغیانہ زندگی کی بناء پر جب اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو خدا کا تازیانہ حرکت میں آتا ہے اور چہل پہل سے بھرپور بستیوں اور پرشکوہ عمارات و محلات کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے اور چشم زدن میں یہ ساری رونق و بہار ویرانی اور بربادی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيْرًا[۳] جب ہم کسی بستی کو (اس کے باشندوں کی بداعمالیوں کی بنا پر) ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ تو (اتمام حجت کے لیے) اس کے خوشحال طبقہ کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں۔ (لیکن) وہ فسق و فجور کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اس بستی پر ہمارا قانونِ عذاب چسپاں ہو جاتا ہے۔ اور ہم اسے نیست و نابود کر ڈالتے ہیں۔

۲۔ کچھ خدا ترس لوگوں نے عیش پسند سوسائٹی کی خرابیوں اور تباہ کن نتائج کو دیکھ کر اصلاح حال کے لیے ایسی راہ تجویز کی جس کی بنا پر وہ دوسری انتہا کو پہنچ گئے۔ یعنی خدا کا قرب اور دائمی راحت اس وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب انسان دنیا کے معاملات اور ہر طرح کی راحتوں اور لذتوں سے کنارہ کش ہو کر غاروں، صحراؤں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے۔ قرآن کریم میں اس خیال کی مذمت کرتے ہوئے ارشاد ہے: وَرَهْبَانِيَّةَ ۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ[۴] ان لوگوں نے ترکِ دنیا کا جو طریقہ ایجاد کیا ہے۔ یہ ہم نے ان پر لازم نہیں کیا تھا۔

اس راہ کو اختیار کرنے کا معنی یہ نہیں کہ دنیا کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا حق صرف فساق و فجار اور خدا سے باغی لوگوں کو ہی حاصل ہے۔ خدا کے وفادار بندے ان سے بے تعلق رہ کر ہی دنیا و آخرت میں نجات و کامرانی سے ہم کنار ہو سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے افراد کو تنبیہہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ[۵] کہہ دیجئے کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اس زینت اور پاکیزہ رزق کو حرام کر دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیا ہے۔

۳؎ الاسراء: ۱۶ ۴؎ الحدید: ۲۷ ۵؎ الاعراف: ۳۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی قسم کے خیالات ہوں یا دوسری نوع کے افکار، دونوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس سے انسان کے فطری تقاضے پورے ہو سکیں، اور وہ دنیا و آخرت میں حقیقی شادمانی و کامرانی سے سرفراز ہو سکے۔

انسان میں فطری طور پر تین قسم کی خواہشات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ کھانے پینے کی خواہش (۲) جنسی تعلق قائم کرنے کی خواہش (۳) راحت و آرام کی خواہش۔

اب اگر ان تینوں خواہشات کو بے قید آزادی دے دی جائے تو عیش پرستانہ زندگی میں انسان کا مبتلا ہو جانا یقینی ہے۔ اور اگر ان کو دبانے اور کچلنے کی کوشش کی جائے تو انسانیت کی تمام صلاحیتیں اور توانائیاں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اسلام نے افراط و تفریط کی ان دو انتہاؤں کے درمیان، اعتدال کی راہ پیش کی ہے۔

یہ اعتدال پیدا کرنا رمضان المبارک کا اوّلین مقصد ہے۔ اس بات کو قرآنِ حکیم نے "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو) سے واضح کیا ہے۔

روزے کی حالت میں دن بھر ایک مسلمان بھوک کی شدت، پیاس کی تیزی اور جنسی خواہش کے ہیجان کو قابو میں رکھتے ہوئے مذکورہ بالا اوّلین دو خواہشات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرتا ہے، اور افطار کے بعد جب تھکا ماندہ جسم آرام کا طالب ہوتا ہے تو اس وقت وہ مؤذن کے بلانے پر نہ صرف یہ کہ نمازِ فرض و سنّت ادا کرتا ہے بلکہ تراویح کی طویل نماز بھی اسے ادا کرنا پڑتی ہے۔

اس طویل عبادت کے بعد انسان پھر آرام کے لیے لیٹتا ہے اور صبح تک راحت و سکون کی طلب اس میں پائی جاتی ہے۔ لیکن پورے انتیس تیس دن اسے خلافِ معمول پچھلی رات کے آخری حصے میں سحری کے لیے اٹھنا ہوتا ہے۔ اس طرح انسان کا جسم عیش و عشرت اور سکون و راحت کا دلدادہ ہونے کے بجائے مشقت اور جفاکشی کا عادی ہو جاتا ہے اور یوں اس کی تیسری خواہش بھی بے قید آزادی کا شکار ہونے سے بچ جاتی ہے۔

روزے سے جس توازن ... اور عدل کی شاہراہ پر انسان کا قدم اٹھتا ہے، وہی اسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تقویٰ کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى[۱] عدل کی راہ اختیار کرو۔ وہ تقویٰ سے قریب تر ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اعتدال اور میانہ روی کی یہ کیفیت وہ ہے جس کی بنا پر انسان تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو کر اپنے رب کا قرب اور اس کی بے پایاں رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے اور یہی رمضان المبارک کا اصل مقصد ہے۔

رمضان کی خصوصیات

رمضان کا مبارک اور مقدس مہینہ جن خصوصیات اور محاسن کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ان سب کی تفصیل تو اس مضمون میں ناممکن ہے۔ اس موقع پر صرف چند اہم اور نمایاں خصوصیات روزہ، قیام اللیل، اجتماعیت، تلاوت قرآن، دُعا، انفاق فی سبیل اللہ لیلۃ القدر اور اعتکاف کی تشریح اور تقاضوں کو بیان کرتے ہوئے ان کے نتائج اور ثمرات کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔

۱۔ فرض روزے اور ان کے ثمرات

۱۔ روزے کا پہلا ثمر ایمان کی از سر نو تازگی اور شادابی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی صفات خصوصًا اس کے علیم و خبیر اور مالک یوم الدین ہونے پر جس طرح روزہ یقین پیدا کرتا ہے وہ اپنی تاثیر کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ روزے کی حالت میں بھوک پیاس کی شدت اور جنسی خواہش کے ہیجان پر وہی شخص قابو پا سکتا ہے جو مذکورہ بالا خدائی صفات پر ایمان رکھتا ہو۔ قانون کے ڈنڈے اور پولیس کے پہروں کے بغیر ایک مسلمان اپنے ایمانی تقاضے کی بنا پر اس فرض کو انجام دے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اس کی ایمانی قوت و حرارت میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ افراد کی اصلاح کے لیے دو قسم کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔

۱۔ باطنی یعنی قلبی کیفیات اور اندرونی حالت میں انقلاب اور تبدیلی پیدا کی جائے۔

---

[۱] المائدۃ : ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ ظاہری یعنی بیرونی دباؤ اور تقریری قوانین کے ذریعے برائیوں کو روکنے اور نیکیوں کو نشوونما دینے کی کوشش کی جائے۔

اسلام نے یہ دونوں طریقے اختیار کیے ہیں، لیکن اس نے پہلے زیادہ توجہ باطنی اصلاح پر دی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے: اَلَا اِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا اَصْلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ ۵

یعنی سنو۔ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو سارے جسم میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ فرمایا یہ لوتھڑا دل ہے قلبی کیفیات کو بدلنے اور پاکیزہ میلانات کو پیدا کرنے کے لیے نماز کے بعد اگر کسی عبادت کا مقام ہو سکتا ہے تو وہ روزہ ہے۔

۲۔ روزے کا دوسرا پہلو اخلاص ہے۔ دوسری عبادات کا علم کسی نہ کسی طرح دوسرے افراد کو ہو سکتا ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جب تک خود روزہ دار ہی اپنی زبان سے اس کا اظہار نہ کر دے کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہو سکتی۔ اس عبادت میں ریاکاری اور نمائش کا کم سے کم امکان پایا جاتا ہے۔ اسی بنا پر ایک حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

الصوم لی وانا اجزی بہ ۶

روزہ میرے لیے ہے، اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

۳۔ روزے کی بنا پر انسان میں صبر یعنی ضبطِ نفس اور اپنی خواہشات پر قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے ایک حدیث میں رمضان کے بارے میں فرمایا گیا ہے: ھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ ۹ یہ بھی واضح رہے کہ اصحابِ صبر کے لیے خدا کے ہاں ثواب بھی ان گنت ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۱۰ صبر والے خدا کے ہاں اپنا اجر بے حساب لیں گے۔

۴۔ روزے کی وجہ سے انسان میں جذبۂ شکر ابھرتا ہے اور خدا کی نعمتوں کی قدر و منزلت

---

۵ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ بحوالہ مشکوٰۃ: ص ۲۴۱ ج ۱ ۶ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ: ص ۱۷۳ ج ۱
۹ مشکوٰۃ: ص ۱۷۵ ۱۰ الزمر: ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے معلوم ہوتی ہے۔ اور پھر یہ جذبہ اسے اپنے محسن حقیقی کی محبت سے وابستہ کر دیتا ہے ظاہر ہے کہ جب مقامِ محبت حاصل ہو جائے تو پھر عبادت و اطاعت کی مثالیں بھی دو چند ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ[۱۱] یعنی اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت کی نعمت تمہیں بخشی ہے۔ اس پر تم اس کی بڑائی بیان کرو تاکہ تم (احسانات کا) شکر ادا کرو۔

اسی جذبۂ شکر کو اُبھارنے کے لیے ایک حدیث میں حکم دیا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے ان لوگوں کو دیکھو جو تم سے کم تر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم ان نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو گے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں[۱۲]

روزے کے افطار کے وقت خاص طور پر اس دُعا کے پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى[۱۳]

اے اللہ میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق پر میں نے افطار کیا۔ پیاس بُجھ گئی۔ رگیں تر ہو گئیں اور خدا کے ہاں اجر ثابت ہو گیا۔ انشاء اللہ

اس دُعا میں بھی اعترافِ نعمت ہے۔ اور جذبۂ شکر اُبھارنے کی نمایاں طور پر ترغیب دی گئی ہے۔

۵۔ روزہ انسان میں ہمدردی اور غمخواری کے جذبات کو اُبھارتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے جس نے روزے دار کا روزہ افطار کرا دیا تو اس کو بھی روزے دار کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے پیٹ بھر کر کسی روزے دار کو کھانا کھلایا اسے اللہ تعالیٰ حوضِ کوثر کا جام پلائے گا پھر میدانِ محشر میں پیاس ہی محسوس نہ ہو گی۔ اور جس نے اپنے غلام یا ماتحت شخص سے کام لینے میں نرمی برتی اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم سے آزاد کر دے گا[۱۴]۔

---

[۱۱] البقرۃ: ۱۸۵ [۱۲] صحیح بخاری و صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ: ص ۴۴۷ ج ۲ [۱۳] سنن ابی داؤد و مشکوٰۃ: ص ۱۷۵ ج ۱
[۱۴] بیہقی و مشکوٰۃ: ص ۱۷۴ ج ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قیام اللیل

رمضان المبارک کی دوسری خصوصیت رات کا قیام یعنی شب بیداری ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

من قام رمضان ایمانًا واحتسابًا غفر له ما تقدم من ذنبه[۱۵]

جس نے رمضان کے روزے ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت پر رکھے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قیام اللیل میں نفس کی تربیت جس طرح ہوتی ہے، اس کی وضاحت اس انداز سے کی گئی ہے۔ اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا[۱۶] بلاشبہ رات کا اٹھنا نفس کو کچلنے اور بات کے درست ہونے کے لیے زیادہ سازگار ہے۔

رات کے آخری حصہ میں نرم گرم بستر چھوڑ کر اللہ کی یاد کے لیے اٹھنا نفس پر انتہائی شاق گذرتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس پرسکون فضا میں اپنے رب سے مناجات اور سرگوشی کرنے میں جو لطف حاصل ہو سکتا ہے اس کا دسواں حصہ بھی دن کے ہنگامہ پرور اوقات میں میسر نہیں آسکتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوں تو دوسرے مہینوں کی نسبت رمضان میں شب[۱۷] بیداری

---

[۱۵] صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ: ص ۱۷۳ ج ۱ [۱۶] المزمل: ۶ [۱۷] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو سال بھر ہی قیام اللیل کرتے تھے لیکن رمضان میں بھی خاص طور پر رات کا بڑا حصہ عبادت میں بسر کرتے آپ کی شبانہ عبادت کا انداز اور معمول کیا تھا؟ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ آپ نمازِ عشاء کے بعد رات کو گیارہ رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے۔ ہر رکعت میں طویل قیام فرماتے۔ بسا اوقات سورۃ بقرہ یا آلِ عمران یا النساء ایک ہی رکعت میں تلاوت فرماتے۔ یا اس سے کم و بیش مقدارِ قرآن ایک رکعت میں پڑھ لیتے۔ دورانِ قراءت کوئی آیت رحمت آتی تو اللہ تعالےٰ سے اس کی رحمت و عفو و کرم کا سوال کرتے اور اگر آیت عذاب پر سے گزرتے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگتے۔ بغرض ٹھہر ٹھہر کر قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ طویل قیام کے بعد طویل رکوع فرماتے اور پھر طویل سجدہ۔ اس طرح رات کا جتنا حصہ بھی آپ عبادت کے لیے بیدار رہتے نماز اور قرآن میں مشغول رہتے۔ لیکن سنت کے مطابق رات کو عبادت کرنے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا خصوصی طور پر اہتمام فرمایا کرتے تھے لیکن آخری عشرے میں آپ کی جدوجہد اور بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِیْزَرَہٗ وَاَحْیٰی لَیْلَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ [18]

یعنی جب (آخری) عشرہ شروع ہوتا تو اپنی کمر کس لیتے، رات کو جاگ کر گزارتے اور گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔

۳۔ قرآن کا دور

رمضان المبارک کی تیسری خصوصیت اس ماہ میں قرآن کا نزول ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ [19]

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔

یہ اندازِ بیان ظاہر کر رہا ہے کہ رمضان اور قرآن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رمضان قرآن کی سالگرہ منانے کا مہینہ ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں جبریلؑ کے ساتھ قرآن کا دور فرمایا کرتے تھے۔ آخری سال آپ نے دوبار دور فرمایا۔[20]

یہاں یہ بات واضح رہے کہ قرآن کے نزول کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قرآن کو پوری

کے بجائے ہم نے کچھ دوسرے طریقے اختیار رکھے ہیں جن کو ترک کرنا ضروری ہے مثلاً ایک ہی رات میں قرآن ختم کرنے کا رجحان پسندیدہ نہیں۔ ایسا شخص قرآن میں سے کچھ نہیں سمجھتا۔ ختم قرآن کے لیے آپ نے کم سے کم عرصہ تین راتیں مقرر فرمایا ہے نیز حفّاظ اور قاری صاحبان رمضان میں بسا اوقات اتنی تیزی سے قرآن پڑھتے ہیں کہ سننے والوں کے پلے کچھ بھی نہیں پڑتا۔ یہ اندازِ قرأت قطعاً خلافِ سنت ہے۔ ان حضرات کے پیشِ نظر قرآن کی تلاوت و ترتیل نہیں بلکہ اس کا ایک متعین حصّہ ختم کرنا ہوتا ہے، حالانکہ رمضان کی تیس راتوں میں یہ پیشہ وارانہ اندازِ قرارت کسی طرح بھی مستحسن نہیں۔ بعض حضرات نماز اور قرآن کے ساتھ شب بیداری کرنے کے بجائے مخصوص اوراد و وظائف ساری ساری رات پڑھتے رہتے ہیں یہ بھی بڑی بدقسمتی اور محرومی کی بات ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ ہر معاملہ میں رسولِ پاک کا اسوہ معلوم کرے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرے ۱۲

۱۸؎ صحیح بخاری، صحیح مسلم۔ بحوالہ مشکوٰۃ: ص ۱۸۲ ج ۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیزی کے ساتھ بے سمجھے بوجھے تراویح میں پڑھ لیا جائے بلکہ قرآن مجید کا حق صحیح معنٰے میں اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب اس کے نزول کے تین مقاصد پیشِ نظر رکھے جائیں۔

لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ [21]

یعنی ہم نے قرآن کو اتارا ہے تاکہ اسے آپ وقفاً فوقتاً اطمینان سے پڑھیں [22]

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ [23]

ہم نے برکت [24] والی کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور و فکر کریں، اور تدبّر سے کام لیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ [25]

یعنی ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ اللہ تعالےٰ نے حق کی جو راہ آپ کو دکھائی ہے، اس کے مطابق آپ فیصلہ کریں یعنی انسان اپنے نفس پر، اپنے گھر پر، ماحول پر، پورے ملک پر،

---

[19] البقرۃ: ۱۸۵ [20] صحیح بخاری مشکوٰۃ: ص ۱۸۳ ج ۱ [21] الاسراء: ۱۰۶ [22] مطلب یہ ہے کہ پورے سال کے دوران عموماً اور رمضان میں خاص طور پر مختلف اوقات میں تلاوتِ قرآن کا اہتمام کیا جائے اور یہ اختلافِ اوقات و احوال اس لیے ضروری ہے کہ جب طبیعت حاضر ہو اور اخذِ مطالب کے لیے پوری طرح مستعد ہو اُس وقت قرآن کی تلاوت کی جائے۔ بے دلی اور بوجھل پن کے ساتھ کوئی متعین حصۂ قرآن کسی مقررہ وقت پر لازماً پڑھنا فہمِ قرآن کے اعتبار سے ٹھیک نہیں۔ [23] صٓ: ۲۹ [24] قرآن پاک برکت والی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اس سے حصولِ برکت کی صحیح صورت اس کی آیات میں غور و فکر اور تذکر و تدبّر کرنا ہے مگر آج کے مسلمان نے قرآن پاک کی ساری برکت اس کو چومنے، آنکھوں سے لگانے، اور اُسے بے سوچے سمجھے پڑھنے اور بیش قیمت غلافوں کے اندر لپیٹنے میں سمجھ رکھی ہے۔ یا یں ہمہ کوئی کسر رہ جائے تو اسے قرآن میں آیات و سُوَر کے نقش اور تعویذ بنا کر لوگوں کی گردنوں میں لٹکانے یا بازوؤں کے ساتھ باندھ دینے یا پھر دھو دھو کر پلانے سے پورا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دور کے مسلمانوں کو ہدایت دے اور انہیں قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر اس کی حقیقی برکت سے نفع اندوز ہو سکیں۔ آمین
[25] النساء: ۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ پوری دنیا پر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے غلبہ اور حکمرانی کو قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جائے، زندگی کا کوئی شعبہ اور معاشرہ کا کوئی حصہ بھی اس کی رہنمائی سے خالی نہ رہے۔

۴۔ انفاق فی سبیل اللہ

رمضان المبارک کی چوتھی خصوصیت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اطلق کل اسیر و اعطی کل سائل[۲۶] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیتے اور ہر سائل کو کچھ نہ کچھ ضرور دیتے۔

ایک دوسری متفق علیہ حدیث میں آپ کی سخاوت کو کثرت و زیادتی کے لحاظ سے تیز ہوا (الریح المرسلۃ) سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات خصوصاً نعمتِ قرآن کا شکر اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ اس ماہ میں کثرت سے غرباء و مساکین کی مدد کی جائے۔ اور نیک کاموں میں باہم ایک دوسرے سے تعاون کیا جائے۔ اسی طرح روزہ دار اس ماہ میں اپنے دل سے بخل کے میل کچیل کو دور کر سکتا ہے اور اسے سخاوت و فیاضی کا خوگر بنا سکتا ہے۔ ان تمام خصوصیات پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے ذریعہ عبادتِ خالق اور خدمتِ خلق[۲۷] دونوں کی تربیت دی گئی ہے۔

۵۔ اجتماعیت

رمضان المبارک کی پانچویں خصوصیت اس میں اجتماعیت کا پہلو ہے۔ یہ وہ فضیلت ہے

---

۲۶ بیہقی، مشکوٰۃ: ص ۱۷۴، ج ۱ ۲۷ کتاب و سنت کی رو سے رمضان میں انفاق فی سبیل اللہ کی بہت تاکید کی گئی ہے مگر ہمارے معاشرے میں اللہ کی راہ میں دولت صرف کرنے کے بجائے کوشش کی جاتی ہے کہ اپنی ہی ذات پر صرف کر لی جائے۔ چنانچہ لذتِ کام و دہن کے لیے طرح طرح کے کھانے تیار کیے جاتے ہیں اور سحری کے وقت خوب پیٹ بھر کر کھائے جاتے ہیں افطاری کے وقت بھی اکل و شرب میں خاطر خواہ تکلف اور مبالغے سے کام لیا جاتا ہے ویسے بھی عمومی طور پر گھریلو اخراجات کے لیے ہاتھ خاصا کھلا رکھا جاتا ہے۔ مزید برآں عید سے بہت پہلے عید کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور بڑے بوڑھوں سے لے کر خواتین اور چھوٹے بچے بچیوں تک کے ارمان خوب خوب نکالے جاتے ہیں، اور ان ساری کارروائیوں کے دوران صرفِ دولت کا جو پہلو بہت حد تک یا بالکل ہی نظروں سے اوجھل رہتا ہے وہ ہے انفاق فی سبیل اللہ کا پہلو یعنی معاشرہ کے پس ماندہ طبقوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو رمضان المبارک کے تمام احکام و عبادات میں نمایاں ہے۔

روزہ رکھنے کا معاملہ ہر شخص کی اپنی صوابدید پر نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ ماہ رمضان میں اسے ایک اجتماعی نظم میں کس دیا جاتا ہے تاکہ اس طرح سب مسلمان ایک ہی وقت میں سحری کھائیں، ایک ہی وقت پر روزہ افطار کریں اور عام طور پر ایک ہی وقت میں نمازِ تراویح کا بھی اہتمام کریں، اس حالت میں اگر کسی کا دل روزے کی طرف راغب نہ بھی ہو تب بھی ماحول اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ روزے کی سعادت سے محروم نہ رہنے پائے۔ اس اجتماعی حکم کی بنا پر کمزور ایمان والے بھی ایمانی قوت کا سرمایہ حاصل کر سکتے ہیں اور عمل صالح کی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب بنا سکتے ہیں۔

۶۔ لیلۃ القدر

رمضان کی چھٹی خصوصیت لیلۃ القدر ہے اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے[۲۸]۔ اس رات کو مندرجہ ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ [۲۹]

اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے۔ معافی کو پسند کرتا ہے۔ تو میری خطائیں معاف فرما۔

عام طور پر ستائیسویں شب کو ہی شبِ قدر سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کوئی ایک شبِ قدر ہوتی ہے، اس لیے ان پانچ راتوں کو خاص طور پر عبادت و تلاوت اور ذکرِ الٰہی میں گذارنا چاہیئے۔

۷۔ اعتکاف

رمضان المبارک کی ساتویں خصوصیت اعتکاف ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آخری سال آپؐ نے بیس دن کا اعتکاف[۳۰] فرمایا۔

اسلام نے رہبانیت (ترکِ دنیا) سے منع کیا ہے لیکن انسان کی یہ خواہش بھی فطری

خرچ کرنا۔ بیمار، معذور اور مقروض لوگوں پر خرچ کرنا۔ اور خاص طور پر قرابتداروں کی حاجت و ضرورت کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالے ادھر بھی توجہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ [۲۸] القدر: ۳ [۲۹] جامع ترمذی، مشکوٰۃ ص۱۸۲ ج۱ [۳۰] صحیح بخاری، مشکوٰۃ: ۱۸۳ ج۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ یکسوئی کے ساتھ گوشہ تنہائی میں اپنے رب سے سرگوشیوں میں مصروف ہو اور اس کے حضور میں گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی مانگے، اور آئندہ کے لیے از سرِ نو اطاعت و وفاداری کا عہد و پیمان باندھے، اعتکاف کو مستحب قرار دے کر انسان کی اسی خواہش کو پورا کیا گیا ہے۔

۸۔ دُعا

رمضان المبارک کی آٹھویں خصوصیت دُعا ہے، قرآن مجید میں رمضان المبارک کے احکام فضائل کو بیان کرتے ہوئے درمیان میں دعا کا ذکر ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ [۳۱]

یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو ان سے کہدو کہ میں قریب ہوں دعا کرنے والے کی پکار کو میں سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں۔

قرآن مجید کا یہ انداز بیان ظاہر کر رہا ہے۔ کہ رمضان اور دعا میں انتہائی گہرا ربط پایا جاتا ہے دعا کی مقبولیت کے بیشتر اوقات اس ماہ میں رکھے گئے ہیں۔

رمضان عبادت کا مقدس، پاکیزہ اور پُر بہار موسم ہے۔ اور دعا کے بارے میں ارشاد نبوی ہے۔

الدعاء مخ العبادة [۳۲] — دعا عبادت کا مغز اور گودا ہے۔

اسی بناء پر روزہ دار کی دعا خصوصًا افطار کے وقت اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

رمضان اور دعا میں جو گہری مناسبت ہے، اس کی بناء پر دعا کی اہمیت اور آداب و فضائل کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔

دعا کی فضیلت و اہمیت

قرآن حکیم میں اللہ تعالےٰ نے انبیاء کرام اور اپنے دوسرے برگزیدہ بندوں کا نمایاں وصف یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور دعا کرتے ہیں فرمایا:

۳۱؎ البقرة: ۱۸۶ ۳۲؎ جامع ترمذی، مشکوٰة: ص ۱۹۴ ج ۱

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا [۳۲] — وہ ہم کو رغبت اور خوف سے پکارتے ہیں۔

دعا کا حکم ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ [۳۳] — مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدعاءُ هو العبادة [۳۵] — دعا ہی عبادت ہے۔

ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

الدعاء سلاح المومن [۳۶] — دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

اور فرمایا:

ليس شيئٌ أكرم على الله من الدعاء [۳۷] — اللہ تعالیٰ کو دعا سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

مَنْ لَّمْ يَسْئَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ [۳۸] — جو اللہ تعالیٰ سے سوال و دعا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

لا تسئل بني آدم حاجة ... وَاسْئَلِ الَّذِيْ أَبْوَابُهُ لَا تُحْجَبُ

أَللهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ ... وَابْنُ آدَمَ حِيْنَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

یعنی انسان کے سامنے اپنی ضروریات کے لیے ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ اُس سے مانگو جس کے فضل وکرم کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں۔ اگر بندہ اپنے رب سے مانگنا چھوڑ دے تو وہ ناراض ہوتا ہے۔ لیکن انسان کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ جب کوئی اس سے مانگتا ہے تو وہ غضبناک ہو جاتا ہے۔

رُوحِ دُعا

دعا کے لطف سے صحیح معنی میں انسان اُسی وقت آشنا ہو سکتا ہے جب وہ اپنے اوپر

---

۳۲ الانبیاء: ۹۰ ۳۳ المومن: ۶۰ ۳۵ مسند احمد، جامع ترمذی، مشکوٰۃ: ص ۱۹۳ ۳۶ مستدرک حاکم۔

۳۷ جامع ترمذی، مشکوٰۃ: ص ۱۹۴ ۳۸ جامع ترمذی، مشکوٰۃ: ص ۱۹۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی کیفیت طاری کرلے جسے شاہ ولی اللہؒ نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے:

وروح الدعاء ان یری کل حول وقوۃ من اللہ ویصیر کالمیت فی ید الغسال وکالتمثال فی ید محرک التماثیل ویجد لذۃ المناجاۃ [۳۹]

یعنی دعا کی رُوح یہ ہے کہ دعا کرنے والا ہر قوت و حرکت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے، اور اس کی قدرت و عظمت کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اس طرح بے کس اور بے بس سمجھے جس طرح مردہ غسال کے ہاتھوں میں یا بے جان صورتیں حرکت دینے والے کے قبضے میں (مجبور محض) ہوتی ہیں۔ اور پھر اس کیفیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کی لذت اسے حاصل ہو۔

دُعا کے آداب و شرائط

لیکن رُوحِ دُعا کی یہ کیفیت اُسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب قبولیتِ دعا کے اُن شرائط و آداب کو بھی ملحوظ رکھا جائے جو قرآن و سنّت میں وضاحت کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ اس کی مثال ظاہری جسمانی علاج کی طرح ہے، بیمار دوا کے ذریعہ شفایاب اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ان شرائط و ہدایات کو ملحوظ رکھے جو معالج نے اُسے بتائی ہیں، اور ان چیزوں سے پرہیز کرے جن سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ محض دوا کا استعمال ہی کافی نہیں ہے۔ یہی حال اس روحانی علاج کا ہے۔ قرآن و حدیث کی دعائیں باطنی اور ظاہری امراض کے لیے اُسی وقت مفید ہو سکتی ہیں جب ان کے اثر کو قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد بھی مریض میں موجود ہو اور پرہیز اور احتیاط کے اُن تمام تقاضوں کو بھی وہ پورا کرے جو اس راہ میں ناگزیر ہیں۔

قبولیتِ دعا کے شرائط

۱۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمانِ کامل، قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ	اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے میرے بارے میں تم سے دریافت کریں تو (ان کو سمجھا دو کہ) میں ان کے

---

[۳۹] حجۃ اللہ البالغہ: ص ۱۵ ج ۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ — قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں
فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي — جب وہ مجھے پکارتا ہے تو چاہیئے کہ وہ میری بات
لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ [41] — مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں ۔

۲۔ داعی کا دل اخلاص، انابت، حضورِ[42] قلب اور سوزِ یقین سے معمور ہو، قرآن میں ارشاد ہے۔

وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ — عبادت کو اسی کے لیے خاص کرتے ہوئے دعا کرو[42]

حدیث میں ہے :۔

ادعوا الله وانتم موقنون — اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے
بالاجابة واعلموا ان الله لا — اس سے دعا کرو اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ غافل
یستجیب دعاءً من قلبٍ غافلٍ لاہٍ [43] — بے پروا دل کی دعا کو شرفِ قبولیت نہیں بخشتا۔

۳۔ کسبِ حلال کا اہتمام کیا جائے، حرام کمائی کے ساتھ دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوتی۔

حدیث میں ہے ۔

---

[41] البقرۃ: ۱۸۶ [42] الاعراف: ۲۹ [42] دین وعبادت کو اسی کے لیے خاص کس طرح کیا جاتا ہے اس کی ایک نہایت واضح صورت جس کا عملی زندگی میں انسان کو کبھی کبھی تجربہ بھی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمادی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لقمان: ۳۲۔ اور جب (سمندری سفر کے دوران طوفانی) موج ان کو سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہے اس وقت یہ اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔ دین وعبادت اُسی کے لیے خاص کرتے ہوئے۔ یعنی اُس وقت جب یہ لوگ سمندر کی طوفانی موجوں میں گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور موت ان کو سامنے نظر آرہی ہوتی ہے تو اُس وقت صرف خدا کو پکارتے ہیں۔ کامل رجوع اور حضوریِ قلب کے ساتھ پکارتے ہیں۔ اُس وقت یہ دوسرا ان کے کام نہیں آسکتا۔ کوئی انسانی کوشش، کوئی زندہ یا مردہ بزرگ اور کوئی دنیوی سہارا انہیں بچا نہیں سکتا۔ لہٰذا اُس وقت اللہ تعالیٰ ہی کو قادرِ مطلق سمجھتے ہوئے اور اپنے نفع ونقصان اور زندگی موت کا تنہا مالک جان کر جس طرح انسان اللہ کے ساتھ جڑتا ہے اور ما سوا سے بالکلیہ کٹ جاتا ہے اس فکر واحساس کو اللہ تعالیٰ اخلاص لہ الدین کے الفاظ سے تعبیر فرماتے ہیں ۱۲ [43] جامع ترمذی، مشکوٰۃ ص ۱۹۸ - ۱۲ منہ ۲ اچھی طرح سمجھ رہے ہوئے ہیں کہ اب کوئی ؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یطیل السفر اشعث اغبر یمد	انسان دُور دراز مقام کا سفر کرتا ہے۔ پراگندہ حال
یدیه الی السماء یارب یا	غبار آلود صورت میں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے
رب ومطعمه حرام ومشربه	ہوئے کہتا ہے اے رب! اے رب! حالانکہ اس کا
حرام وملبسه حرام و	کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، لباس حرام ہے، اور
غُذِّیَ بالحرام فانی یستجاب	اس کے گوشت پوست کی پرورش حرام مال سے ہوئی
لذٰلك [۴۴]	ہے تو ایسی حالت میں دعا کیسے قبول ہو

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو کسب حلال کا حکم دیا ہے فرمایا:

یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صٰلِحًا [۴۵]	اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک اعمال کرو۔

مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے:

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ [۴۶]	اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔

۴۔ کبائر سے پرہیز مثلاً مکروفریب، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، کینہ سے اپنے نفس کو پاک رکھے، اس قسم کے روحانی اور اخلاقی امراض کے ہوتے ہوئے یہ نا ممکن ہے کہ دعا بارگاہِ خداوندی میں پہنچنے کے لیے بلند مدارج طے کر سکے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ [۴۷]	اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں، اور نیک اعمال کے ذریعے بلند مدارج طے کرتے ہیں۔

یعنی عمل صالح کے ذریعہ پاک کلمات خدا کے ہاں مقبولیت کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی بناء پر نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے جیسا کہ غار والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تین شخص کہیں جاتے ہوئے بادوباراں کے طوفان میں گھر گئے۔ انہوں نے ایک غار میں پناہ لی۔ اتفاق سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے دہانے پر گر پڑی۔ اور باہر نکلنے کا راستہ بند ہو گیا۔ اس موقع پر ہر ایک نے اپنی دعا میں اپنے سابقہ نیک اعمال کو پیش کر کے اس قید سے نجات حاصل کی تفصیل کے لیے

---

[۴۴] مشکوٰۃ صحیح مسلم: ص ۲۴۱ [۴۵] المؤمنون: ۵۱ [۴۶] البقرۃ: ۱۷۲ [۴۷] فاطر: ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ ہو صحیح بخاری، مشکوٰۃ باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق۔ اس سے ثابت ہوا کہ حسنِ عمل دعا کی قبولیت کا سبب ہے اور بدعملی اس راہ کی بڑی رکاوٹ۔

دعا کے لیے باطنی اور ظاہری آداب

قرآن مجید میں دعا کے آداب کی طرف مندرجہ ذیل آیت میں رہنمائی کی گئی ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً	اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتے ہوئے
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَلَا	پوشیدہ پکارو، بلاشبہ وہ حد سے بڑھنے والوں کو
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا	پسند نہیں کرتا۔ زمین میں اصلاح کے بعد فساد برپا مت
وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا	کرو، اور اسے خوف و طمع (دونوں قسم کے ملے جلے
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ	جذبات) کے ساتھ پکارو، بیشک اللہ کی رحمت
مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ [48]	محسنوں سے قریب ہے۔

اس آیت میں صراحتاً اور اشارۃً دعا کے چھ آداب بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ دعا کے وقت تضرع، خشوع اور عاجزی وانکساری انسان کی ہر ہر حرکت اور ادا سے نمایاں ہو، اُس کا دل اپنے رب کی عظمت وجلال سے پوری طرح بھرپور ہو۔

۲۔ اللہ تعالٰی کے فضل وکرم کی توقع اور اس کے عذاب کے اندیشے سے ملے جلے جذبات دل میں امید وبیم کی ایک اضطرابی کیفیت پیدا کیے ہوئے ہوں۔

اسی خصوصیت کو دوسری آیات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي	بیشک وہ (انبیاء کرام) نیکیوں میں سبقت کرتے
الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا	تھے اور ہم کو رغبت وخوف کے ساتھ پکارتے
وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا	تھے، اور وہ ہمارے سامنے عاجزی کرنے
خٰشِعِيْنَ [49]	والے تھے۔
تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ	ان کے پہلو خوابگاہوں سے الگ ہوجاتے
الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ	ہیں۔ وہ ڈرتے ہوئے اُمید رکھتے ہوئے

---

[48] الاعراف: ۵۶ [49] الانبیاء: ۹۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۵؎ اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

قرآن مجید میں مومنین صالحین کی صفات میں خوف اور طمع دونوں کا ذکر ساتھ ساتھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی یکجائی ہی سے انسان میں توازن اور اعتدال پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر انسان کے سامنے صرف اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور فضل و کرم ہی کا تصور ہو تو اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ سراپا اُمید بن کر گناہوں پر دلیر نہ ہو جائے۔ اور اگر عذاب ہی کا نقشہ پیشِ نظر رہے تو مایوسی اور قوتِ عمل کے تعطل کا قوی اندیشہ ہے۔

حافظ ابن قیم ؒ نے اس حقیقت کو ایک لطیف مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

"یوں سمجھنا چاہیئے کہ اس دنیا کے سفر میں خوف بمنزلہ کوڑے اور تازیانے کے ہے اور امید حدی خوانی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سے سفر کی مشقتیں بآسانی برداشت ہو سکتی ہیں۔ محبت رہنما کے درجہ میں ہے جو سواری کی نکیل تھامے ہوئے ہے۔ اگر سوار کے پاس سواری کو قابو میں رکھنے کے لیے کوڑا نہ ہو تو سیدھی راہ سے ہٹ جانے اور پگڈنڈیوں میں بھٹک جانے کا قوی امکان ہے اس خوف کے تازیانے کے بغیر حدودِ الٰہیہ کی حفاظت ناممکن اور گمراہی یقینی ہے۔ خوف و رجا اور محبت سے جو دل بھی خالی ہو گا۔ اس کی اصلاح کی کبھی بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ اور جس قدر یہ صفات کمزور ہوں گی اسی لحاظ سے ایمان میں بھی ضعف نمایاں ہو گا"۔ ۵۱؎

۳۔ دُعائیں جہاں تک ہو سکے اخفا سے کام لیا جائے۔ یعنی خاموشی اور آہستگی سے اپنے رب کے حضور سرگوشی اور مناجات کی جائے۔ دعا کا اصل ادب یہی ہے اِلّا یہ کہ کسی موقع پر خود شارع ہی نے بلند آواز سے دعا کرنے کا حکم دیا ہو۔

حضرت حسن بصری ؒ کہتے ہیں کہ سری اور جہری دعا کے درمیان ستر گنا فرق ہے۔ ۵۲؎

حضرت زکریا علیہ السلام کی سری دعا کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ مدح میں ذکر فرمایا ہے:

۵؎ السجدۃ: ۱۶ ۵۱؎ بدائع الفوائد: ص ۱۵ ج ۳ ۵۲؎ بدائع الفوائد: ص ۹۰ ج ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُۥ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ [1] — جب اس نے اپنے رب کو پوشیدہ طور پر چُپ چُپاتے پکارا۔

بِسرّی دعا کے فوایدو منافع بجائے خود نہایت اہم اور اثر انگیز ہیں۔

الف۔ دُعا کا یہ طریقہ ایمان اور یقین کی پختگی کا پتہ دیتا ہے کیونکہ داعی یہ ایمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کی سرگوشیوں کو بھی سنتا ہے۔ اس کا حال اس شخص کا سا نہیں ہوتا جو یہ خیال کرتا ہے کہ اگر ہم بلند آواز سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ سنتا ہے ورنہ نہیں۔

ب۔ ادب و تعظیم کے لحاظ سے بھی یہی طریقہ موزوں ہے۔ دنیا میں بادشاہوں اور حاکموں کے درباروں میں گفتگو کرتے ہوئے ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا گستاخی اور خلافِ ادب قرار دیا جاتا ہے۔ پھر وہ خدا جو ہلکی سے ہلکی آواز بھی سن لیتا ہے اس کے حضور میں تو سرّی دعا اور زیادہ مناسب ہے۔

ج۔ یہ صورت خشوع و خضوع اور گریہ زاری کے لحاظ سے بھی زیادہ موزوں ہے۔ یہ ادا دعا کی روح اور مغز ہے۔ ایسے موقع پر دعا کرنے والے کا حال اس عاجز و مسکین کا سا ہوتا ہے جس کا دل ٹوٹ چکا ہے۔ اعضا ڈھیلے پڑ چکے ہیں، آواز پست ہو گئی ہے۔ یہاں تک کہ عاجزی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ زبان کو گویائی کی تاب نہیں رہی ہے۔ اب حال یہ ہے کہ دل آہ و زاری کے ساتھ دعاء و مناجات میں مشغول ہے۔ اور زبان انتہائی عاجزی اور مسکینی کی بنا پر خاموش ہے۔ یہ رقت انگیز منظر آواز بلند کرنے کی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتا۔

د۔ اس شکل میں ریا کاری اور نمائش پسندی کے بجائے اخلاص کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

ہ۔ پوری یکسوئی اور دلجمعی کے ساتھ بندہ اپنے رب سے راز و نیاز کا موقع پاتا ہے۔ بلند آوازی سے یکسوئی اور جمعیتِ خاطر پراگندہ ہو جاتی ہے۔ جس قدر آواز پست ہو گی اسی قدر خدا سے لگاؤ اور تعلق میں اضافہ ہو گا۔

---

[1] مریم: ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ پست آوازی میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے، گویا وہ اس طرح سرگوشی کر رہا ہے جس طرح ایک قریبی دوست اپنے دوست سے کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت زکریا کی سری دعا کی مدح فرمائی ہے۔

بندہ جس قدر حضورِ قلب کے ساتھ خدا کو پکارے گا، اسی لحاظ سے اس کو اپنے رب کا قرب حاصل ہو گا اور جب یہ تصور دل میں جم جائے گا کہ وہ ہر قریب سے بھی زیادہ قریب ہے تو نہایت رازداری سے اپنی درخواست اس کی بارگاہ میں پیش کرے گا۔ ایسے موقع پر بلند آوازی پسندیدہ نہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اگر ہمنشین ساتھی آہستہ گفتگو سن لیتا ہے تو ایسی صورت میں بلند آواز سے چیخنا چلّانا عام طور پر معیوب ہی سمجھا جائے گا۔

اس امر کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ صحابہ رضؓ نے ایک سفر میں بلند آواز سے تکبیریں کہنا شروع کر دی تھیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اربعوا علے انفسکم
اپنے اُوپر رحم کرو۔

تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، تم ایسی ہستی کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور تم سے انتہائی قریب ہے جتنی سواری کی گردن تم سے قریب ہے اس سے کہیں زیادہ وہ تم سے قریب ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ[۵۴] اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ہمارا خدا ہم سے قریب ہے کہ اس سے سرگوشی کریں یا دُور ہے کہ زور سے اور بلند آواز سے پکاریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ مندرجہ بالا سوال و جواب سے یہ واضح ہوا کہ سری دعاء اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔

(ز) سری دُعا کی شکل میں سوال و طلب کا سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہ سکتا ہے، نہ

۵۴؎ البقرہ : ۱۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان تھکتی ہے، اور نہ اعضاء پر بوجھ پڑتا ہے، جہر (بلند آوازی) کی صورت میں زبان اور اعضا جلد ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

ح۔ خدا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی طرف کامل یکسوئی اور پوری توجہ کے مواقع حاصل کر سکے۔ اس نعمت سے بڑھ کر دوسری نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ کوئی نعمت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی حاسدوں کی نگاہ سے نہیں بچ سکتی۔ پھر اس نعمتِ اعلیٰ پر حاسدین کا پیدا ہو جانا بعید از قیاس نہیں ہے۔ ایسی صورت میں حاسد کی شر بار نگاہوں سے بچنے کی تشکیل یہی ہو سکتی ہے کہ اس نعمت کو پوشیدہ رکھا جائے۔ اس کا چرچا نہ کیا جائے۔

اسی بنا پر یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا تھا۔

لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا[۵] — اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ کہنا ورنہ تیرے خلاف وہ کوئی چال چلیں گے۔

کتنے ہی ایسے صاحبِ دل پارسا گذرے ہیں جو اپنی اس نعمت کو ظاہر کر کے اطمینانِ قلب کی نعمت سے محروم ہو گئے۔ اسی لیے اس راہ کے سالک کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق اور مناجات کے نتیجے میں جو احوال و کیفیات محسوس ہوں، ان کو پوشیدہ ہی رکھا جائے۔ خصوصاً اس راہ کے مبتدی کے لیے تو یہ پابندی نہایت ہی ضروری ہے۔

ہاں جن لوگوں میں یہ ربانی کیفیات اور روحانی احوال پوری طرح راسخ ہو جائیں، اور ان کو تیز و تند ہواؤں سے اس پاکیزہ درخت کی مضبوط جڑوں کے اکھڑنے کا اندیشہ نہ رہے تو پھر عوام کی اتباع اور پیروی کے لیے اس حالت کے ظاہر کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ دعا طلب، تمنا، محبت، انابت اور توجہ الی اللہ جیسے عظیم القدر خزانوں پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے اخفا کا پہلو ہی زیادہ غالب رہنا چاہیے۔

---

[۵] یوسف: ۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ دعا اور ذکر دونوں ایک دوسرے کو شامل ہیں اور ذکر کے آداب میں واضح طور پر ارشاد ربانی یہ ہے۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ[56] یعنی اپنے رب کو اپنے دل میں گڑگڑا کر اور ڈر کر بغیر آواز بلند کیے یاد کرو۔

۴۔ دعا کا چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا مانگنے میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے یہ ادب قرآن کے ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۔ اس اعتدار (حد سے بڑھ) کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

الف۔ دعا میں ایسی چیزیں طلب کرنا جن کا داعی اہل نہیں ہے۔ مثلاً انبیاء کرام کے درجات و مراتب مانگنا۔

ب۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ عبداللہ بن مغفل نے اپنے بیٹے کو کہتے ہوئے سنا اے خدا میں تجھ سے جنت کے دائیں جانب سفید محل کا طالب ہوں" عبداللہ رض نے فرمایا اے بچے! بس اللہ تعالیٰ سے جنت طلب کرو۔ اور جہنم سے پناہ مانگو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے۔

ج۔ حرام کاموں پر نصرت کی طلب۔

د۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی آرزو کرنا جو وہ پوری نہیں کرتا۔ مثلاً قیامت تک کی زندگی یا بشری ضروریات کھانے پینے سے بے نیازی حاصل ہو جانا۔ یا یہ سوال کر بلا شادی بیاہ کے اولاد حاصل ہو جائے۔ اس قسم کے تمام سوالات جو اللہ تعالیٰ کی حکمت، شریعت اور اس کے بنائے ہوئے قوانین فطرت کے خلاف ہوں۔ اعتدار (حد سے بڑھنے) میں شمار ہوں گے۔

ہ۔ ابن جریج کا قول ہے کہ چلا چلا کر دعا کرنا بھی اعتدار میں داخل ہے۔

و۔ سب سے بڑا اور خطرناک "اعتدا" یہ ہے کہ بندہ دعا و عبادت میں غیر خدا کو

---

[56] الاعراف: ۲۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی شریک کرلے۔ اور ان سے اسی طرح مدد طلب کرے جس طرح خدا سے طلب کی جاتی ہے۔

ز۔ دعا میں تضرع اور عاجزی کے بجائے بے پروائی یا شانِ تغافل کا اظہار کیا جائے ظاہر ہے کہ اس طرح بابِ اجابت و قبولیت نہیں کھلتا، بلکہ انسان رحمتِ خداوندی سے دُور تر ہوتا جاتا ہے۔

ح۔ دعا یا عبادت میں ایسے طریقے اختیار کرنا جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں۔

ط۔ دعا میں پر تکلف سجع (قافیہ بندی) کا اہتمام بھی اعتداء ہی کی ایک شکل ہے، ہاں اگر بلا تکلف موزوں کلمات زبان پر جاری ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: انظر السجع من الدعاء فاجتنبه[۵۵]

دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرو۔ صحابہ کرام کا یہ طرزِ عمل نہ تھا۔

۵۔ مذکورہ بالا آیات میں ذکر و دعا کے آداب جتلاتے ہوئے ارشاد ہوا ہے:

لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا[۵۶] — زمین میں اصلاح اور درستگی کے بعد فساد اور بگاڑ نہ پیدا کرو۔

آیت کے سیاق و سباق سے یہ لطیف اشارہ نکلتا ہے کہ معتدین فی الارض کی دعا بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کرسکتی۔ فساد فی الارض اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی اور غیر اللہ کی طرف دعوت اس راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے نہ دعا و مناجات میں لطف و سکون حاصل ہو سکتا ہے اور نہ حق تعالیٰ کے فضل و کرم ہی سے انسان ہم کنار ہو سکتا ہے۔

۶۔ آدابِ دعا بتلاتے ہوئے آخر میں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے:

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ[۵۷] — بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رحمت صاحبِ احسان افراد سے بہت ہی قریب ہے۔

---

[۵۴] صحیح بخاری۔ مستدرک حاکم۔ احیاء العلوم امام غزالیؒ ص ۳۱۴ ج ۱ [۵۵] الاعراف: ۸۵

[۵۶] الاعراف: ۵۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان کی تعریف حدیث میں اس طرح آتی ہے۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک[۵۵]	اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو (یہ بھی حقیقت ہے کہ) اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

دعا کے وقت اگر احسان کی یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو رب العالمین سے سرگوشی کی حقیقی لذت حاصل نہیں ہو سکتی۔ دعا کا لطف اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی عظمت خوف، محبت اور ہیبت و جلال دل پر چھا جائے، اور ایسا محسوس ہو کہ بندہ اپنے رب کے حضور آمنے سامنے ہو کر عرض معروض کر رہا ہے۔

لیکن یہ صفتِ احسان اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب انسان اخلاص اور اتباعِ شریعت دونوں کو اپنی زندگی کے ہر عمل میں جاری و ساری کرے۔

۷۔ اُن اوقات و احوال میں دعا مانگنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے جن میں دعا کے مقبول ہونے کی تصریح احادیث میں مذکور ہے۔ اُن احوال و اوقات کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہوگی ان شاء اللہ۔

۸۔ دل میں یہ خیال نہ پیدا ہو کہ دعا کرتے کرتے تھک گیا ہوں لیکن دعا ہے کہ کسی طرح قبول ہونے ہی میں نہیں آتی۔ اس قسم کے گلے شکوے کی پرچھائیں بھی دل پر نہیں پڑنی چاہیئے۔

حدیث میں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یستجاب لاحدکم ما لم یعجل فیقول قد دعوت فلم یستجب لہ[۵۶]	تم میں سے کسی کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے۔ (جلد بازی یہ ہے کہ) دعا کرنے والا کہتا ہے میں نے دعا کی لیکن وہ قبول ہی نہیں ہوتی۔

ایک دوسری روایت میں دعا کی قبولیت کے اثرات تین قسم کے بتلائے گئے ہیں۔

۵۵۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ: ص ۱۱ ۵۶۔ صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ما من مسلم يدعو بدعوة ليس فيها اثم ولا قطيعة رحم الا اعطاه الله بها احدى ثلث اما ان يعجل له دعوته واما ان يدخرها له في الآخرة واما ان يصرف عنه من السوء مثلها قالوا اذا نكثر قال الله اكثر [۱۲]

مسلمان کی دعا بلحاظِ قبولیت تین حال سے خالی نہیں ہے، بشرطیکہ دعا میں کوئی ایسی چیز نہ طلب کی جائے جو گناہ یا قطع رحمی کی موجب ہو۔ (۱) اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں بندے کو وہ کچھ عنایت فرما دیتا ہے جس کا وہ آرزومند ہے۔ (۲) دعا کو آخرت کے لیے ذخیرہ بنا دیتا ہے (۳) مطلوبہ بھلائی کے ہم پلّہ کسی برائی یا تکلیف کو اس سے دور کر دیتا ہے اس پر صحابہ کرام نے عرض کیا تب تو ہم خوب کثرت سے دعا کریں گے، آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کون سی کمی ہے۔ اس کا فضل و کرم بھی بے شمار ہے۔

۹۔ فراخی ہو یا تنگی ہر حال میں اپنے رب سے دعا اور طلب کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیئے یہ انتہائی خود غرضی کی نشانی ہے کہ مصیبت اور پریشان حالی میں تو خدا کو پکارا جائے لیکن جب آرام و راحت اور خوش حالی حاصل ہو جائے تو خدا کو بھول کر دنیا کی آسائشوں اور تفریحات میں انسان گم ہو جائے۔ یہ کردار تو قرآن نے کفار و مشرکین کا بیان کیا ہے۔

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ [۱۳]

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارتا ہے پھر جب خدا اس کو اپنی طرف سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس (غرض) کے لیے اس نے پہلے (خدا کو) پکارا تھا، اس کو بھلا دیتا ہے۔

اسی بنا پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

---

۱۲ مسند احمد، مشکوٰۃ: ص ۱۹۶ ۱۳ الزمر: ۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من سرہ ان یستجیب الله لہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء فی الرخاء [۶۴]

جس شخص کو یہ بات بھلی معلوم ہوتی ہے کہ شدائد و مصائب میں اللہ تعالےٰ اس کی دعا اور فریاد سنے تو اسے چاہیئے کہ راحت اور فارغ البالی کے زمانہ میں بھی خدا کو خوب یاد رکھے ۔ اور اس سے دعا مانگنے میں کوئی کوتاہی نہ کرے ۔

۱۰۔ دعا کے وقت اپنی حاجت و ضرورت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے حمد و ثنا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا اہتمام ضروری ہے دعا سے قبل دو رکعت نفل نماز کی ادائیگی بھی مسنون ہے ۔

حدیث میں ہے:

من کانت لہ حاجۃ الی الله تعالیٰ او الی احد من بنی آدم فلیتوضأ ولیحسن وضوئہ ثم لیصل رکعتین ثم لیثن علی الله عزو جل ولیصل علی النبی صلی الله علیہ وسلم [۶۵]

جس کسی شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان سے ضرورت و حاجت پورا کرانے کا معاملہ درپیش ہو تو اُسے چاہیئے کہ پہلے وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجے ، (اس کے بعد اپنی ضرورت خدا کے حضور پیش کرے ، (مشکوٰۃ میں نفل کا ذکر نہیں)

۱۱۔ دعا کرتے وقت جزم و یقین کا پہلو غالب ہونا چاہیئے یعنی بندے کو یہ اعتماد ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ اس کی عرض معروض ضرور سُنے گا ۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

لا یقل احدکم اذا دعا اللهم اغفرلی ان شئت اللهم ارحمنی ان شئت لیعزم المسئلۃ فانہ

دعا کرتے وقت تم میں سے کسی کو یہ نہیں کہنا چاہیئے اے اللہ بخش اگر تو چاہے رحم فرما اگر تیری مرضی ہو بلکہ سوال کا انداز عزم و یقین لیے ہوئے ہونا چاہیئے

[۶۴] جامع ترمذی ، مشکوٰۃ : ص ۱۹۵ [۶۵] ترمذی ، مستدرک حاکم ، مشکوٰۃ ، ص ۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا مکرہ لہ ؁ — کیونکہ خدا کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

ان شئت کہنے میں بظاہر بندے کی طرف سے شانِ بے نیازی کا اظہار بھی ہو رہا تا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے الفاظ سے پرہیز ہی ضروری ہے۔

۱۲۔ خدا کی رحمت کشادہ ہے اس کو تنگ کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے ایک بدو کہہ رہا تھا:

اللھم ارحمنی و محمدا و لا ترحم معنا احدا ؁ — اے اللہ مجھ پر رحم فرما اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ہمارے علاوہ کسی پر رحم نہ فرما۔

آپؐ نے یہ سن کر فرمایا:

لقد تحجرت واسعًا — تو نے تو خدا کی کشادہ رحمت کو تنگ کر دیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص امام ہے۔ وہ دعا کرتے وقت مقتدیوں کو نظر انداز کر کے محض اپنا ہی خیال رکھتا ہے تو یہ طرزِ عمل بھی خیانت کے ہم معنی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے:

لا یؤمّ الرجل فیخصّ نفسہ بالدعاء دونھم فان فعل فقد خانھم ؁

۱۳۔ دعا میں اپنی ضرورت پیش کرنے سے پہلے اپنے گناہوں کا اعتراف بھی ضروری ہے جیسا کہ حضرت آدمؑ نے فرمایا تھا:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ؁

اسی طرح مسنون دعاؤں میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا — یعنی اے رب میں نے اپنی جان پر (تیری نافرمانی کر کے) بہت ہی ظلم کیا ہے۔

۱۴۔ دعا کرتے وقت ہاتھ اٹھانا بھی مسنون ہے۔

اللہ حییّ کریم یستحی اذا رفع — اللہ تعالیٰ فضل و کرم اور حیا و شرم والا ہے جب

؁ صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ: ص ۱۹۴ ؁ صحیح بخاری ؁ جامع ترمذی، مشکوٰۃ: ص ۹۶

؁ الاعراف: ۲۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرجل يديه ان يردهما صفرا خائبين

کوئی اس کی بارگاہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو اسے خالی ہاتھ واپس لوٹانے میں شرم آتی ہے۔

دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کا چہرے پر پھیر لینا بھی مسنون ہے۔

۱۵۔ جب انسان غصہ کی حالت میں ہو یا بول و براز کی حاجت محسوس کر رہا ہو تو ایسے میں دعا کرتے وقت دلجمعی حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے اس قسم کے حالات سے پاک صاف اور بالاتر ہو کر دعا میں مشغول ہونا چاہیئے۔

۱۶۔ دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہ اُٹھانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے:

لينتهين اقوام عن رفعهم ابصارهم الى السماء عند الدعاء او لتخطفن ابصارهم[1]

لوگ اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھانے سے باز آجائیں ورنہ ان کی نگاہیں اچک لی جائیں گی۔

۱۷۔ دعائیہ کلمات کو بار بار دہرایا جائے۔ حدیث میں ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دعا كرر ثلاثا

آپ جب دعا فرماتے تو دعائیہ کلمات تین بار دہراتے۔

۱۸۔ چھوٹی چیز ہو یا بڑی خدا ہی سے مانگے۔ حدیث میں ہے آپ نے فرمایا:

ليسئل احدكم ربه حاجته كلها حتى يسئل شسع نعله اذا انقطع[2]

تم میں سے ہر ایک اپنی تمام حاجتیں اپنے رب ہی سے طلب کرے۔ یہاں تک کہ اگر چپل کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے۔

۱۹۔ دعا کے خاتمہ پر آمین کہنا بھی مسنون ہے۔ حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

اوجب ان ختم بآمين[3]

(آپ نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا) اگر اس نے دعا کو آمین کے ساتھ ختم کیا۔ تو لازماً اس نے اپنا مدعا حاصل کر لیا۔

---

[1] صحیح مسلم۔ مشکوٰۃ: ص ۹۰ [2] جامع الترمذی۔ مشکوٰۃ: ص ۱۹۵ [3] سنن ابی داؤد۔ مشکوٰۃ ص ۸۰ - ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقاتِ دُعا

یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر آن اپنے بندوں کی فریاد سنتا اور ان کی دعا قبول فرماتا ہے، لیکن کچھ خاص ایسے اوقات ہیں جن میں دعائیں بہت جلد مقبول ہوتی ہیں اور اپنا اثر دکھاتی ہیں۔

۱۔ سب سے اچھا اور مقبول ترین وقت رات کا پچھلا حصہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا [۵۴]	بلاشبہ رات کا اٹھنا نفس کو اپنے کچلنے اور رب تعالیٰ سے گفتگو اور سرگوشی کے لیے بہت ہی زیادہ موزوں ہے۔

ایسے سناٹے کے وقت میں میٹھی نیند اور نرم و گرم بستر چھوڑ کر اپنے رب سے مناجات کے لیے اُٹھنا انتہائی سعادت اور خوش نصیبی کی نشانی ہے۔

حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ینزل ربنا کل لیلۃ الی السماء الدنیا حتی یبقی ثلث اللیل الآخر فیقول من یدعونی فاستجیب لہ من یسئلنی فاعطیہ من یستغفرنی فاغفر لہ [۵۵]	اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا پچھلا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے، کون مجھے پکارتا ہے، کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں عطا کروں۔ کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اسے معاف کر دوں۔

۲۔ جمعہ کی شب میں بھی ایک ایسی ساعت ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن میں بھی ایک ساعت ایسی ہے جس میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے[۵۶]۔ بعض روایات میں متعیّن طور پر عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت تبلایا گیا ہے[۵۷]۔

---

[۵۴] المزمل: ۶ [۵۵] صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ مشکوٰۃ: ص ۱۰۹ [۵۶] صحیح بخاری۔ صحیح مسلم مشکوٰۃ: ص ۱۱۹ [۵۷] مشکوٰۃ: ۱۲۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ شبِ قدر، قرآن وحدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔
۵۔ اذان کے وقت۔
۶۔ اقامت کے وقت۔
۷۔ اور اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ثنتان لا تردان الدعاء عند النداء والبأس [۵۵] — دو چیزیں رد نہیں کی جاتیں۔ دعا اذان اور جہاد کے وقت۔

۸۔ جہاد فی سبیل اللہ میں صف بندی کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں عند البأس کے لفظ سے ظاہر ہے۔

۹۔ فرض نمازوں کے بعد بھی دعا کی مقبولیت کا وقت ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی دعا کرنے میں امام کی اتباع کریں۔ اسی طرح سلام پھیرنے کے فوراً بعد بغیر اذکار مسنونہ پڑھے ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا بھی سنّت سے ثابت نہیں ہے۔

۱۰۔ سجدے کی حالت میں بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اقرب ما یکون العبد من ربه وھو ساجد فاکثروا الدعاء [۵۶] — یعنی سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے۔ تو ایسی حالت میں خوب دعا مانگا کرو۔

۱۱۔ تلاوتِ قرآن یا ختمِ قرآن مجید کے موقع پر بھی دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے۔

من قرء القرآن فلیسئل الله به فانه سیجئ اقوام یقرأون القرآن یسئلون به الناس [۵۷] (ترمذی) — جو قرآن پڑھے اسے قرآن کے واسطے سے اپنے رب سے مانگنا چاہیئے۔ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھ کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔

۱۲۔ عرفہ کے دن دعا قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے خیر الدعاء یوم عرفة۔
۱۳۔ ماہِ رمضان میں خصوصاً افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

---

[۵۵] سنن ابی داؤد، مشکوٰۃ: ص ۶۶ [۵۶] صحیح مسلم، مشکوٰۃ: ص ۸۴ [۵۷] جامع ترمذی، مشکوٰۃ: ص ۲۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے تین قسم کے لوگ ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ ان میں سے ایک روزہ دار ہے جو افطار کے وقت اپنے رب کے حضور دعا کرتا ہے۔

۱۴۔ بارش کے وقت بارش میں کھڑے ہو کر دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے[۵۵]۔

۱۵۔ ذکرِ الٰہی کے لیے مسلمان جمع ہوں تو یہ وقت بھی قبولیتِ دعا کے لیے سازگار ہے۔ (نزل الابرار)

دُعا کے مقامات

یہ مقامات زیادہ تر وہ ہیں۔ جن کا تعلق مناسکِ حج سے ہے۔

۱۔ بیت اللہ شریف یعنی اس کے قریب یا اس کے اندر۔

۲۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۔ بیت المقدس۔

۴۔ رکن اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان مُلتزم پر دعا قبول ہوتی ہے۔ (طبرانی)

۵۔ صفا و مروہ پر۔

۶۔ جہاں سعی کی جاتی ہے۔

۷۔ میدانِ عرفات میں۔

۸۔ مزدلفہ میں۔

۹۔ تینوں جمرات کے پاس۔

۱۰۔ منیٰ میں۔

۱۱۔ میزاب کے نیچے۔

۱۲۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے۔

مستجاب الدعوات افراد

مندرجہ ذیل افراد کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

۱۔ مظلوم مضطر، یعنی مظلوم اور بے قرار پریشان حال بندے کی دعا اللہ تعالیٰ قبول

---

[۵۵] سنن ابی داؤد۔ مشکوٰۃ: ص ۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ	کیا ہے کوئی جو بیقرار کی فریاد سنے جب کہ وہ اسے پکارے
وَیَکْشِفُ السُّوْءَ [۸۱]	اور ہے کوئی جو اس کی تکلیف کو دور کر دے۔

یعنی یہ خصوصیت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔

۲۔ باپ کی دعا بیٹے کے بارے میں۔

۳۔ مسافر، حدیث میں ہے: ثلاثۃ یستجاب۔ الوالد۔ المسافر۔ المظلوم [۸۲]

۴۔ نیک اولاد کی دعا ماں باپ کے حق میں (بزار)

۵۔ روزے دار کی دعا۔

۶۔ انصاف پسند حاکم کی دعا (ابن حبان۔ ابن خزیمہ)

۷۔ مسلمان کی دعا اپنے غیر حاضر مسلمان بھائی کے حق میں۔ (ترمذی)

۸۔ گناہ سے توبہ کرنے والے کی دعا۔

۹۔ آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھنے کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

لم یدع بها رجل مسلم	یہ آیتِ کریمہ جو مسلمان بھی پڑھے گا اس کی دعا قبول
فی شئی قط الا استجیب له	ہو گی۔

۱۰۔ حاجی جب تک سفر میں ہوتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (حصن حصین)

۱۱۔ رات کو جاگنے والا اگر لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر پڑھ کر دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہو گی۔ [۸۳]

دعا کے اثرات وثمرات

دعا اگر بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جائے تو اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تو بڑا ہی اعلیٰ مقام ہے۔ دعا بظاہر اگر قبول نہ بھی ہو تب بھی اپنے رب سے اس بہانے مناجات اور سرگوشی کی جو نعمت حاصل ہو جاتی ہے وہ کیا کچھ کم سعادت

---

[۸۱] النمل: ۶۲ [۸۲] جامع ترمذی: ص: ۱۹۵ [۸۳] صحیح بخاری۔ جامع ترمذی، مشکوٰۃ ...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

پھر اس دعا کے نتیجے میں مومن بندے کو تسکینِ روح اور اطمینانِ قلب کی جو دولت حاصل ہوتی ہے۔ اس کی برکتوں کا تو اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؏ — سنو اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے دل اطمینان و سکون سے ہمکنار ہوتے ہیں۔

یہ وہ دولت ہے جس کے لیے بھرپور خزانوں والے سرمایہ دار اور وسیع اختیارات رکھنے والے اربابِ اقتدار بھی ترستے ہیں لیکن یہ نعمت ملتی اسی کو ہے جو ایمان باللہ، ایمان بالآخرت اور حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولت سے مالا مال ہو۔

ان خصوصیات کو سامنے رکھتے ہوئے رمضان المبارک کے ثمرات و برکات کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس مقدس ماہ کے تقاضوں کو کامل خلوص اور غیر فانی لگن کے ساتھ پورا کرتے ہوئے دنیا و آخرت کی سعادتوں اور شادمانیوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ ۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

www.KitaboSunnat.com

؏ الرعد : ۲۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو بلند پایہ علمی مطبوعات

۱- ایمان اور زندگی

مؤلف علامہ یوسف القرضاوی

ترجمہ و تلخیص عبدالحمید صدیقی مرحوم

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے اس سوال کا علمی انداز میں جواب دیا ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ پر اور انبیاء و رسل اور آخرت پر ایمان کیوں لائے؟ نیز یہ کہ ایمان، انسانی زندگی پر کیا خوشگوار اثرات مرتب کرتا ہے اور محروم ایمان لوگ درحقیقت کن سعادتوں سے محروم رہتے ہیں۔ فاضل مؤلف نے قدم قدم پر اسلامی و تاریخی واقعات سے استشہاد کیا ہے جن کی بنا پر کتاب بہت کچھ دلچسپ بن گئی ہے۔

آفسٹ کتابت و طباعت صفحات ۱۸۸ قیمت -/۱۰

۲- انسانیت کی تعمیرِ نو اور اسلام

مؤلف عبدالحمید صدیقی مرحوم

07753

یہ کتاب جدید دور کے باطل نظریات اور لادین ازموں کی مدلل تردید کے ساتھ ساتھ اس امر پر بھی روشنی ڈالتی ہے کہ انسانی زندگی کے جملہ مسائل پہلے کی طرح آج بھی دینِ اسلام ہی حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور انسانی سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل بھی اُسی وقت ممکن ہے جب اسلام کی تعلیمات پر مخلصانہ عمل کیا جائے۔ علومِ اسلامیہ اور سوشل سٹڈیز کے طلباء کے لیے نہایت ضروری کتاب۔

آفسٹ کتابت و طباعت۔ صفحات ۲۲۴ قیمت ۱۳/۵۰

ناشر
اسلامک پبلشنگ ہاؤس ——— لاہور
۹۹ ... بے ماڈل ٹاؤن ... لاہور

07753

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ